جدید عمارت میں دفاتر صدر انجمن
کے افتتاح کی تقریب

از
سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

جدید عمارت میں دفاتر صدر انجمن

کے افتتاح کی تقریب

تشہّد ، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اس سنجیدہ تقریب کے لحاظ سے گو اس امر سے ابتداء جس سے کہ مَیں کرنا چاہتا ہوں ایسی مناسب نہ ہو لیکن ایڈریس کے شروع میں ایک ایسا فقرہ لکھا گیا ہے جس کی وجہ سے میں مجبور ہوں کہ اس کا ذکر کروں۔ ایڈریس کے شروع میں ایک فقرہ لکھا گیا ہے جو گو رسمی ہے اور بہت سی جگہوں میں صحیح بھی ہوتا ہے مگر اس موقع پر غلط ہے اور وہ یہ فقرہ ہے کہ میں نے باوجود اپنی بہت سی مصروفیتوں کے اس دعوت میں شرکت اختیار کی ہے۔ چونکہ سلسلہ کے نظام کے لحاظ سے تمام کاموں کی بنیاد خلیفہ ہے اس لئے یہ کہنا کہ میں اپنی مصروفیتوں کے باوجود یہاں آگیا درست نہیں ہے اتفاقاً آج صبح ہمارے گھر میں میاں بگّا کا ذکر ہو رہا تھا۔ میری ایک بیوی جو بعد میں آئی ہیں ان سے میں ذکر کر رہا تھا کہ یہاں ایک شخص میاں بگّا ہوتا تھا جو بہت سادہ تھا اور بعض لوگ اسے دھوکا دے کر ہنسی کی باتیں کرا لیتے تھے۔ ایک دفعہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا کسی نے اسے کہا اس موقع پر لوگوں سے مٹھائی کھاؤ۔ ان کا فرض ہے کہ تمہیں مٹھائی کھلائیں۔ اس پر اسے آمادہ کر کے اس کی طرف سے اشتہار لکھ دیا گیا کہ آپ لوگوں کی مہربانی سے میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اب آپ کا فرض ہے کہ مجھے مٹھائی کھلائیں۔

اصل بات یہ کہ میرے کام اور میری مصروفیتیں سلسلہ ہی کیلئے ہیں اور یہ میرا فرض ہے کہ سلسلہ کے کام عمدہ طور پر ہوتے دیکھوں۔ اس لحاظ سے اگر میں سلسلہ کی کسی تقریب میں شریک ہوتا ہوں تو اپنی مصروفیتوں کو ترک نہیں کرتا بلکہ وہ بھی میری مصروفیتوں کا جزو ہے۔

میں نے اس مکان کے دروازہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو الہام لکھنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس وقت انہی کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ الہام ایسے ہیں کہ ان میں سے

ایک تو سلسلہ کے کاموں کی ابتداء کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دوسرا انتہاء کی طرف۔ جب مجھ سے دریافت کیا گیا کہ میں کوئی ایسا الہام یا آیت بتاؤں جسے اس مکان کے دروازہ پر لکھایا جائے تو معاً میرے دل میں یہ الہام ڈالے گئے۔ پہلا الہام یہ ہے یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتا ہے۔ تیری مدد ایسے آدمی کریں گے جن کی طرف ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام اس وقت ہوا جب کہ آپ اپنے خاندان میں بھی عُضوِ معطّل سمجھے جاتے تھے اور دنیا کے لحاظ سے بھی آپ کو کوئی مقبولیت حاصل نہ تھی اس وقت خدا تعالیٰ نے یہ الہام نازل کیا جس میں بہت بڑے بڑے مطالب ہیں۔

اول یہ کہ جب فرمایا۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ۔ تو اس میں یہ بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عظیم الشان کام کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ کیونکہ معمولی کام جسے کوئی اکیلا کر سکے اس کے سرانجام دینے کیلئے دوسرے آدمیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تو اُس وقت جب کہ اپنے گاؤں کے لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ جانتے تھے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ کو ایسے کام پر مامور کیا جائے گا جسے اکیلا نہ کر سکے گا۔ بلکہ اس کے کرنے کیلئے بہت سے مددگاروں کی ضرورت ہو گی۔ یہ بات سلسلہ کی عظمت اور وسعت پر دلالت کرتی ہے۔

دوسرا مفہوم یَنْصُرُکَ میں کَ کی ضمیر میں یہ بتایا کہ قومی کارکن عام طور پر ایسے ملتے ہیں جو خود غرضی سے کام کرتے ہیں۔ ایک شخص جو فوج میں بھرتی ہوتا ہے بظاہر ملک کی خدمت کیلئے بھرتی ہوتا ہے مگر اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ سپاہی سے لانس (LANCE) لانس سے نائیک (NIKE)' نائیک سے حوالدار' حوالدار سے جمعدار اور جمعدار سے صوبیدار بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ وسلام کو یہ فرمایا کہ ہم تمہاری امداد کیلئے ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیں گے جو اپنی ذات کیلئے کسی قسم کی بڑائی نہیں چاہیں گے بلکہ اس کام کو کریں گے جس پر تجھے مقرر کیا گیا ہے۔ گویا اس میں پیشگوئی ہے کہ ایسے لوگ اس لئے پیدا کئے جائیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لگائی ہوئی داغ بیل کو قائم کریں۔ پھر فرماتا ہے۔

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ یہاں رِجَالٌ کا لفظ رجولیت کی طرف شارہ کرنے کیلئے رکھا گیا ہے۔

یعنی ایسے آدمی کھڑے کئے جائیں گے جو کام کرنے کی اہلیت اور قابلیت رکھیں گے۔ پھر فرمایا۔
یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ اس میں چوتھی بات یہ بیان کی کہ آئندہ زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جو الہام اور وحی سے کھڑے ہوں گے۔ مِنَ السَّمَآءِ اس لئے فرمایا کہ وحی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک قلبی وحی ہوتی ہے جیسے مکھی کو ہوتی ہے۔ مِنَ السَّمَآءِ کہہ کر اس بات پر زور دیا کہ وہ وحی آسمان سے نازل ہوگی۔ کئی وحیوں کے سامان دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر اس کے متعلق فرمایا۔

ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ یعنی سلسلہ الہام کثرت سے جاری ہوگا۔

اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بھی ظاہر ہے۔ کسی مجدد کے ماننے والے الہام کے ذریعہ نہیں کھڑے ہوتے۔ یہ خصوصیت انبیاء کے ہی ماننے والوں کیلئے ہے۔

غرض اتنی باتیں اس الہام میں بتائی گئی ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر شخص کے کام کے درجے ہوتے ہیں اور جب اس کا درجہ بیان کیا جاتا ہے تو انتہائی بیان کیا جاتا ہے۔ اس الہام میں بھی انتہائی درجہ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ ان پر آسمان سے وحی نازل ہوگی مگر وہ بھی ہو سکتے ہیں جنہیں وحی مِنَ السَّمَآءِ نہ ہو لیکن وحی مِنَ الْاَرْضِ ہو ان کے دلوں میں تحریک ہو اور وہ اس کام کیلئے کھڑے ہو جائیں۔

غرض اس الہام میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس الہام کو لکھنے کیلئے کہا تھا تا کارکنوں کو معلوم ہو کہ جو کام وہ کرتے ہیں وہ وحیِ الٰہی کے ماتحت ہے۔ خواہ وہ وحی ان کو براہِ راست نہ ہو بلکہ دوسروں کو ہو۔ حدیث میں آتا ہے۔ بعض کو وحی ہوتی ہے اور بعض کیلئے وحی کی جاتی ہے۔[۲] غرض خدا تعالیٰ اپنے خاص کاموں کے لئے لوگوں کو تحریک کیا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں یہی بات بیان کی گئی اور میں نے یہ الہام لکھا کر کارکنوں کو توجہ دلائی کہ ان کا کام کتنا مقدس اور کتنا اہم ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کس قسم کی امید رکھتا ہے۔ اول تو یہ کہ ان کا کام لغو اور بے فائدہ نہ ہو۔ بلکہ ایسا ہو جس سے نصرت حاصل ہو۔ اگر ان کے کام سے سلسلہ کی نصرت نہیں ہوتی تو ایسے کام سے کوئی فائدہ نہیں۔ پس ان کے کام ایسے نہ ہوں جو دوسروں کیلئے ٹھوکر اور نقصان کا موجب ہوں۔

دوم یہ کہ وہ اخلاص رکھتے ہوں۔ سلسلہ کے کام کو سب کاموں پر مقدم کرتے ہوں۔

سوم یہ کہ دِجَالٌ ہوں۔ یعنی قوت وطاقت، عقل و فہم سے کام کرنے والے ہوں۔ چوتھے ایسے طرز سے کام کریں کہ وحی نازل ہونے لگ جائے۔ وحی کیلئے ضروری نہیں کہ آسمان سے ہی نازل ہو یہ تو وحی کا انتہائی درجہ ہے باقی ہر قسم کی وحی اس کے اندر شامل ہے۔ جب کہ ایم۔ اے کی ڈگری میں بی۔ اے اور ایف اے۔ سب امتحان شامل ہیں تو آسمانی وحی سے نچلے درجہ کی سب وحیاں اس میں آجاتی ہیں۔ جس قسم کا کوئی انسان کام کرتا ہے اس کے مطابق خفی، جلی، قلبی وحی کے ذریعہ نئے نئے طریق اسے اللہ تعالیٰ سکھاتا ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ وہ وحی ترقی کرتے کرتے مِنَ السَّمَآءِ کے درجے تک پہنچ جائے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جو سچے دل سے اور اخلاص سے کارکن کام کریں گے ان پر وحی مِنَ السَّمَآءِ کا دروازہ کھول دے گا۔

یہ تو کام کی ابتداء ہے کہ کس قسم کے لوگ سلسلہ میں آئیں گے اور کس طرح کام کریں گے۔ دوسرے الہام میں یہ مقصود بتایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" ۳؎

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ تیری تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے۔ اب اگر دنیا میں کوئی جگہ ایسی رہ جائے جہاں آپ کا پیغام نہ پہنچا ہو تو گویا مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ ہمارا مقصد یہی ہے کہ ہر جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ پہنچائیں۔ امور عامہ، تعلیم و تربیت، قضاء وغیرہ کسی کا کام ہو یہ سب دعوت و تبلیغ کے ماتحت آجائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے متعلق "تیری تبلیغ" کے الفاظ استعمال کر کے یہ بتایا کہ:

(۱) تیرے نام کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یعنی اس تبلیغ کو جو تیری طرف منسوب ہوگی۔

(۲) یہ بتایا کہ جو تبلیغ تُو کر رہا ہے وہی تبلیغِ اسلام ہے۔ اسے دنیا تک پہنچاؤں گا۔ گویا اسلام اور احمدیت کی تبلیغ ہمارا فرض ہے۔

پس ساری دنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانا ہمارا کام ہے۔ مگر قرآن سے پتہ لگتا ہے کہ تمام کے تمام لوگ اسلام نہیں لائیں گے۔ ادھر ہمیں یہ حکم ہے کہ جب تک یہ سب نہ مان لیں تمہارا کام ختم نہیں ہوتا اس لئے مطلب یہ ہوا کہ قیامت تک ہمیں کام کرنا ہے اور کسی وقت

ہمیں اپنے کام کو ختم نہیں سمجھنا۔ کیونکہ کام کو ختم سمجھ لینے کی وجہ سے انسان سُست ہو جاتا ہے۔ عام طور پر لوگ تکالیف اور مصائب سے گھبراتے ہیں مگر ساری کامیابی اور سب ترقی مصائب اور تکالیف سے ہی وابستہ ہوتی ہے۔ اس دنیا میں انبیاء کیلئے بھی تکالیف ہوتی ہیں بلکہ ان کیلئے زیادہ ہوتی ہیں۔

پس ہمارا کام ایسا ہے جو مصائب اور تکالیف کو زیادہ کرنے والا ہے مگر یہی بات جماعت میں زندگی اور بیداری پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ جب دشمن اعتراض کرتا ہے تو غور کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نئے نئے معارف کھُلتے ہیں۔ مسلمانوں نے جب تبلیغ اسلام چھوڑ دی تو سُست ہو گئے۔ لیکن جب تک تبلیغ میں مصروف رہے۔ نئے نئے معارف کھُلتے رہے اور اب بھی تبلیغ میں مصروف رہنے پر کھُلتے رہیں گے۔ پس ہماری جماعت کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ جب تک دنیا میں ایک آدمی بھی اسلام سے باہر رہتا ہے ہمارا کام ختم نہیں ہوتا۔ یہ سمجھنے سے جرأت اور دلیری پیدا ہوتی ہے لیکن جب یہ مقصد سامنے نہ ہوگا تنزل اور تباہی شروع ہو جائے گی۔

عیسائیت کو دیکھ لو۔ اتنا بودا مذہب ہونے کے باوجود چونکہ عیسائی تحقیق و تدقیق جاری رکھتے ہیں اس لئے ترقی کرتے جاتے ہیں۔ مگر مسلمان ایسا نہیں کرتے۔ کیونکہ انہوں نے تبلیغ چھوڑ دی اس لئے تنزل کرتے گئے۔ عیسائی اپنے مذہب کی جب تبلیغ کرتے ہیں اور ان پر اعتراض ہوتے ہیں تو وہ مسائل پر غور کرتے ہیں لیکن مسلمان نہ دوسروں کے سامنے اسلام پیش کرتے ہیں نہ کوئی اعتراض کرتا ہے اور نہ انہیں غور کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ہمارا مقصد یہ رکھا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائیں۔ یعنی تمام دنیا میں تبلیغ پھیلانا ہمارا فرض ہے۔ سب کارکنوں کو خواہ وہ کسی کام پر ہوں اسے مدنظر رکھنا چاہیئے کہ تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچے۔

اس کے بعد مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل ۳ مئی ۱۹۳۲ء)

۱؎ تذکرہ صفحہ ۵۰ ایڈیشن چہارم

۲؎ ترمذی ابواب الرؤیا باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات

۳؎ تذکرہ صفحہ ۳۱۲۔ ایڈیشن چہارم